قافلۂ حق کی چھ سالہ رُودادِ سفر

چودھری محمد اسلم سلیمی

قیّم جماعتِ اسلامی پاکستان

(رپورٹ جماعت اسلامی پاکستان یکم اپریل ۱۹۸۳ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۹ء کے اہم پہلو)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس ذات باری تعالیٰ نے ایک طویل عرصے کے بعد اتنے عظیم الشان پیمانے پر پھر ہمیں کل پاکستان اجتماع عام میں جمع ہونے کا موقعہ مرحمت فرمایا ہے، تاکہ تین دن تک ہم سب ایک ساتھ رہیں اور ہمارے اندر باہمی محبت اور ہم آہنگی میں اضافہ ہو، ہم اپنے اصحابِ امر کو قریب سے دیکھیں اور ان کا آزادانہ محاسبہ بھی کر سکیں اور ہمارے یہ اصحابِ امر پورے ملک میں پھیلے ہوئے اپنے راہِ حق کے جان نثار ساتھیوں سے براہِ راست واقف ہوں، پھر مستقبل میں کام کا نقشہ ہمارے سامنے آئے، اور ہم میں سے ہر شخص اپنے گھر واپس پہنچ کر اپنے میدانِ عمل میں پوری یکسوئی، تندہی، جانفشانی اور جذبۂ جہاد کے ساتھ، ایک ولولۂ تازہ اور ایک ناقابلِ تسخیر جذبۂ عمل لے کر اپنے لائحہ عمل اور منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں لگ جائے، اور ہم ۱۸۶۰ کلومیٹر طویل اور ۸۸۵ کلومیٹر عریض قریباً آٹھ لاکھ مربع کلومیٹر رقبے کے اس خطۂ زمین پر اللہ کے دین کو قائم کر کے اسلامی انقلاب برپا کرنے کی کامیاب سعی کریں۔

محترم امیر جماعت! قابلِ احترام بہنو اور مکرم و محترم بھائیو، عزیز نوجوانو!

آپ جانتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی محدود معنی میں نہ ایک سیاسی جماعت ہے اور نہ محض مذہبی جماعت، بلکہ یہ ایک ہمہ گیر دینی تحریک ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو اللہ کے رنگ میں رنگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے سانچے میں ڈھالنا چاہتی ہے۔ اس بنا پر جماعتِ اسلامی کی سرگرمیوں کا دائرہ بھی بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ جماعت ہر شعبۂ زندگی میں اور معاشرے

کے ہر طبقے میں جن میں کسان ، مزدور ، علماء ، وکلاء، اساتذہ ، طلبہ ، تاجر ، انجنیئر ، ملازمین اور خواتین سب شامل ہیں ، کام کر رہی ہے ۔ ان سب طبقات میں جماعت کے ہزاروں مخلص و مجاہد کارکن ، مرد اور خواتین اپنی تمام قوتیں محض اللہ کی رضاجوئی کے لیے جماعت کے ہمہ گیر کام کو آگے بڑھانے کے لیے کھپا رہے ہیں ۔ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ان ہزاروں کارکنوں کی سوا دو ہزار سے زائد دنوں کی کارکردگی کی رپورٹ تیس منٹ کے اندر بیان کرنا ایک مشکل کام ہے ۔ اس لیے یہ طے کیا گیا کہ سوا چھ سالہ کارکردگی کی ایک جامع رپورٹ تو حسبِ سابق تیار کر کے شائع کر دی جائے اور اس کے صرف نمایاں پہلو اس وقت بیان کر دیے جائیں ۔ میں اپنی گزارشات کو چار موضوعات میں تقسیم کر کے پیش کر رہا ہوں ۔

موضوعات:

۱ ۔ تنظیمِ جماعت
۲ ۔ دعوت و تبلیغ کا کام
۳ ۔ ملک کی عمومی و سیاسی صورتحال اور جماعت کا کردار
۴ ۔ جہادِ افغانستان اور مہاجرین کی امداد
(۔ بیرون ملک کام ، دورے اور جماعت کے اثرات
(۔ برادر تنظیموں کے بارے میں معلومات اور حالات

جو وقت کی کمی کی وجہ سے شامل نہیں کئے جا سکے ۔ شائع شدہ رپورٹ میں انشاءاللہ آ جائیں گے ۔

(۱) تنظیمِ جماعت اور تنظیمی قوت

۔ عرصہ رپورٹ میں ارکان میں ۳۷ فی صد اضافہ ہوا ہے اور ان کی تعداد ۴۴۳۰ سے بڑھ کر اب ۶۰۴۴ ہو گئی ہے ۔ ان میں ۳۲۱ خواتین ہیں ، جن کی تعداد میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے ۔ ۱۹۸۳ء میں ان کی تعداد ۱۶۰ تھی ۔

۔ مقامی جماعتیں ۵۲۹ سے بڑھ کر ۶۱۹ ہو گئی ہیں ، اور حلقہ ہائے جماعت کی تعداد ۲،۸۵۸ سے بڑھ کر اب ۳،۰۹۵ ہو گئی ہے ۔ ان میں خواتین کے ۵۵۴ حلقے بھی شامل ہیں ۔ ۱۹۸۳ء میں خواتین کے حلقوں کی تعداد ۳۱۷ تھی ۔

۔ فعال کارکنوں کی تعداد ۱۲،۴۳۶ سے بڑھ کر اب ۱۶،۳۶۴ ہو گئی ہے ۔ ان میں سے ۲،۱۳۱ خواتین فعال کارکن ہیں ۔

۔ مرد متفقین کی تعداد ، نئے فارم پُر کرانے کے بعد اب ۳۰،۵۰،۷۹۲ ہے اور متفقات کی تعداد ۳۹،۸۹۴ ہے ۔ متفقین کے لئے نیا فارم ۱۹۸۶ میں مجلسِ عاملہ نے منظور کیا تھا ۔
۔ دار المطالعوں ، جماعتی اور ذاتی لائبریریوں کی مجموعی تعداد ۲،۲۶۹ سے بڑھ کر ۳،۸۰۱ ہو گئی ہے اور حلقۂ خواتین کے دار المطالعوں کی تعداد ۱،۴۸۸ کو اس میں شامل کر کے کل تعداد ۵،۲۸۹ ہے ۔ ان مراکز سے اسلامی لٹریچر مطالعہ کے لیے دیا جاتا ہے ۔ ان مراکز کی تعداد میں اضافہ کی شرح ۷۷ فیصد ہے ۔ اور یہ بہت قابلِ قدر اضافہ ہے ۔

۔ قیّمِ جماعت کا تنظیمی دورہ

جماعت کی تنظیم کو مستحکم کرنے اور تنظیمی مسائل کو موقع پر حل کرنے کے لیے قیم جماعت قاضی حسین احمد صاحب نے ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء میں ملک بھر کے تمام اضلاع کا مفصل تنظیمی دورہ کیا تھا۔ اب ۱۹۸۹ء میں اس خاکسار نے بھی جنوری سے ستمبر ۱۹۸۹ء تک چاروں صوبوں کے ۳۳ اضلاع کا تنظیمی دورہ کیا ہے ۔

۔ امرائے اضلاع کے تنظیمی اجتماعات

اسی مقصد کے لیے مرکز میں امرائے اضلاع کی دو (تنظیمی تربیت گاہیں) ۱۸ تا ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء اور یکم تا ۳ جون ۱۹۸۹ء منعقد ہوئی ہیں ۔ پہلی میں ۲۵۰ ضلعی ذمہ داران حضرات شریک ہوئے اور دوسری میں ۱۵۵ ۔

۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے انتخابات

اس عرصہ میں مرکزی شوریٰ کے انتخابات دو بار ہوئے اور ارکانِ جماعت کی تعداد میں اضافہ کے پیشِ نظر منتخب ارکانِ شوریٰ کی تعداد ۵۰ سے بڑھا کر ۶۰ کر دی گئی اور مارچ ۱۹۸۵ء میں ساٹھ منتخب ارکان پر مشتمل نئی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا انتخاب ہوا ۔ اسی طرح ۱۹۸۸ء میں پھر مجلسِ شوریٰ کا انتخاب کرایا گیا جس کی میعاد ۱۹۹۱ء میں ختم ہوگی ۔

۔ انتخاب امیر جماعت

۱۹۸۷ء میں امیر جماعت کے منصب کے لیے انتخاب کرایا گیا۔ محترم میاں طفیل محمد صاحب نے پندرہ سالہ امارت کے بعد ۱۹۸۷ء میں اپنی صحت کی کمزوری کی وجہ سے آئندہ مدت کے لیے انتخاب سے معذرت کرلی تھی ۔ اس انتخاب میں قاضی حسین احمد صاحب کو آئندہ پانچ سال کے لیے

امیرِ جماعت چُن لیا گیا۔ انہوں نے ۶ نومبر ۱۹۸۷ء کو حلفِ امارت اٹھایا اور اس منصب کی ذمہ داریاں سنبھالیں ۔

(۲) دعوت و تبلیغ کا کام

یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے لے کر جون ۱۹۸۹ء کے عرصے میں گیارہ خصوصی مہمات ، توسیعِ دعوت ، تبلیغِ دین، نفاذِ شریعت اور رابطۂ عوام کے سلسلے میں چلائی گئیں ۔

پہلی مہم

پہلی مہم ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۳ء ہفتۂ تبلیغ کے نام سے چلائی گئی ۔ اس مہم کا مقصد لوگوں میں دین کا صحیح فہم پیدا کر کے دین پر عمل کرنے اور تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دینے کا احساس اور شعور بیدار کرنا تھا۔ اس مہم کے دوران ۵۷ تبلیغی کیمپ منعقد کیے گئے ، ۲،۱۱۷ وفود نے دعوت پہنچانے کا فریضہ انجام دیا ، بڑے شہروں میں دو ہزار خطاباتِ عام اور ۵۰۰ مجالس مذاکرہ / سیمینار منعقد ہوئے اور دو کتابچے ۲۰ ہزار کی تعداد میں شائع کیے گئے ۔

دوسری مہم

سہ روزہ تعلیم القرآن تھی جو ۲۲ تا ۲۴ مارچ ۱۹۸۴ء منائی گئی ۔ اس مہم کے دوران ۱۴۴ تبلیغی کیمپ منعقد ہوئے اور ۲،۴۸۷ وفود نے ۱۷ ہزار افراد تک دعوت پہنچائی ۔ "دعوتِ قرآن کا خلاصہ" کے نام سے مولانا مودودیؒ مرحوم کا کتابچہ پونے چار لاکھ کی تعداد میں شائع کیا گیا ۔

تیسری مہم

"اتحادِ ملّت" کے نام سے ۲۶ تا ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء منائی گئی اور اس میں عام لوگوں سے اپیل کی گئی کہ اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنی صفوں میں قومی اتحاد اور اجتماعی قوت پیدا کریں ۔ اس مہم کی اہم بات یہ تھی کہ ملک بھر کے مختلف مکاتبِ فکر کے نمایاں اور نامور علمائے کرام کے دستخطوں سے اتحادِ ملّت کے لیے متفق علیہ امور و نکات پر مشتمل ایک اپیل ایک جاذبِ نظر پوسٹر کی شکل میں شائع کر کے ملک بھر میں پھیلائی گئی ۔ اتحادِ ملّت کے لیے مطالبے پر مشتمل ایک محضر نامے پر ۵۹۸،۴۵،۴ افراد کے دستخط کرائے گئے ۔

چوتھی مہم

نفاذِ شریعت کے سلسلے میں ۲۵ تا ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو مہم چلائی گئی ۔ مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے مرتب کردہ پمفلٹ "نفاذِ شریعت کیوں اور کیسے؟" کے عنوان سے ایک لاکھ کی تعداد میں اور امیرِ جماعت میاں طفیل محمد صاحب کا پمفلٹ "اسلامی نظام کیسے نافذ ہو؟" ۳۵ ہزار کی تعداد میں پھیلایا گیا ۔

پانچویں مہم

۱۹۸۵ء میں مجلس عاملہ کے فیصلے کے تحت ماہ جولائی اور اگست میں ایک خصوصی طویل مہم نفاذِ شریعت کے سلسلے میں چلائی گئی ۔ اس مہم کے دوران میں مرکزی مجلسِ عاملہ کی شریعت کی بالادستی کو عملاً قائم کرنے کے مطالبے پر مشتمل ایک قرارداد دو ورقے کی شکل میں چار لاکھ کی تعداد میں شائع کر کے ملک بھر میں تقسیم کی گئی ۔ علاوہ ازیں سینکڑوں شریعت کانفرنسیں منعقد کی گئیں ۔

چھٹی مہم

ہفت روزہ نفاذِ شریعت مہم ۱۹۸۷ء

۲۰ سے ۲۷ مارچ ۱۹۸۷ء تک ملک بھر میں متحدہ شریعت محاذ میں شامل دینی جماعتوں کے تعاون سے مہم چلائی گئی ۔ یہ مہم بھی بہت کامیاب رہی ۔ اس کے دوران ۶۳،۰۰۰ پوسٹر ملک بھر میں چسپاں کیے گئے ۔ تمام بڑے شہروں میں بہت بڑے بڑے جلسے منعقد کیے گئے ۔ کئی شہروں میں مظاہرے کیے گئے ۔ شریعت بل کی منظوری کے مطالبے پر مشتمل قراردادیں منظور کی گئیں ۔ اخبارات میں مضامین لکھے گئے ۔ قاضی حسین احمد صاحب کا پمفلٹ "شریعت بل اور اس پر اعتراضات کا جائزہ" ۳۷،۰۰۰ کی تعداد میں شائع کیا گیا ۔ میاں طفیل محمد صاحب ، امیرِ جماعت ، پروفیسر خورشید احمد صاحب اور مولانا گوہر رحمان صاحب کے پمفلٹ بھی شائع کیے گئے اور تقسیم کیے گئے ۔

ساتویں مہم

رابطۂ عوام کی ہمہ گیر مہم

دسمبر ۱۹۸۵ء میں مارشل لاء اٹھا لیا گیا اور جماعتیں بحال ہو گئیں تو جماعت کو کھل کر کام

کرنے کا موقع مل گیا ۔ ۱۹۸۶ء کے سالانہ منصوبے میں رابطۂ عوام کا ایک جامع پروگرام طے کیا گیا۔ اس کے مطابق ۱۹۸۶ء کی پہلی سہ ماہی میں ملک کے چاروں صوبوں کے ۱۳ بڑے شہروں میں بہت بڑے بڑے جلسے منعقد کیے گئے اور جماعت کی دعوت اور ملکی حالات میں جماعت کا نقطۂ نظر پوری وضاحت کے ساتھ عام لوگوں تک پہنچایا گیا ۔ ان جلسوں کے ذریعہ ایک طرف جماعت کو ملک بھر میں باشعور عوام کی تائید حاصل ہوئی اور دوسری طرف ان سے جماعت کے کارکنوں کے اندر اعتماد اور کھل کر دعوتی کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

آٹھویں مہم

رابطۂ عوام کے سلسلے میں نو منتخب امیر جماعت قاضی حسین احمد صاحب نے ایک نیا تجربہ کیا۔ وہ ۱۳ جنوری ۱۹۸۸ء کو راولپنڈی سے عوام ایکسپریس کے ذریعے جماعت کے کچھ دوسرے ذمہ داروں کے ساتھ کراچی کے لیے روانہ ہوئے ۔ اس زمانے میں کراچی میں لسانی فسادات ہو چکے تھے اور شہر کے کئی علاقوں میں کرفیو نافذ تھا ۔ اس سفر کا مقصد بیان کرتے ہوئے راولپنڈی اسٹیشن پر جماعت کے سینکڑوں کارکنوں سے اپنے خطاب میں انہوں نے کہا:

"میں خطۂ پوٹھوہار کے عوام کی طرف سے کراچی کے لوگوں کے لیے امن و محبت اور اخوت کا پیغام لے کر جا رہا ہوں انہوں نے یہ امید بھی ظاہر کی کہ "انشاءاللہ کراچی جلد ہی امن و اخوت اور اسلام کا گہوارہ بن جائے گا"۔

اس سفر کے دوران میں امیر جماعت نے اٹھارہ ریلوے اسٹیشنوں پر ہزاروں لوگوں سے خطاب کیا اور جماعت کی دعوت پیش کی ۔

کراچی میں بہت شاندار استقبال ہوا۔ ہزاروں افراد ریلوے سٹیشن پر جمع تھے جن سے امیرِ جماعت نے خطاب کیا۔ اس کے بعد کراچی میں کئی اور مفید اجتماعات معززین اور دیگر کامیاب پروگرام ہوئے ۔ اس مہم سے نہ صرف جماعت کے کارکنوں کے حوصلے بلند ہوئے بلکہ دوسری جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی اسے بہت پسند کیا اور ملک کی یکجہتی کے لئے اسے بہت مفید کام قرار دیا ۔ کراچی میں مقیم تمام اہم سیاسی رہنماؤں اور نمایاں علمائے کرام کے ہاں جا کر محترم امیرِ جماعت نے ان سے ملاقاتیں کیں اور تبادلۂ خیالات کیا۔ اس مہم کا آخری پروگرام ایک عشائیہ تھا جس میں قریباً تمام سیاسی جماعتوں کے ذمہ داروں ، نمایاں علماء و مشائخ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمایاں اور بااثر حضرات نے شرکت کی ۔

نویں مہم

کاروانِ دعوت و محبت

۱۸ مارچ سے لے کر ۷ اپریل ۱۹۸۸ء تک پشاور سے کراچی اور پھر کراچی سے براستہ کوئٹہ واپس پشاور ۶،۸۵۳ کلومیٹر کے اس طویل پر مشقت اور منفرد پروگرام میں جماعت کی دعوت کو بہت بڑے پیمانے پر پھیلایا گیا اور جماعت کی قوت و شوکت کا بھی شاندار مظاہرہ ہوا۔ اس سفر میں ۲۲۵ ذمہ داران جماعت اور کارکنان مستقل طور پر امیر جماعت کے ساتھ رہے ۔ کارواں میں ۶۵ گاڑیاں شامل تھیں ۔ پورے ملک میں ۲۰۳ مقامات پر کارواں کا استقبال کیا گیا اور خطاب عام بھی ہوا ۔ ان کے علاوہ ۱۰۷ دوسرے مقامات پر صرف استقبال کا پروگرام ہوا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک ہزاروں کارکنان گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر ساتھ رہتے تھے اور اگلے پڑاؤ تک پہنچا کر واپس ہوتے تھے۔ کراچی میں اس کارواں کا پروگرام عروج پر تھا ۔ وہاں سے ۱۹۰ کارکنان شریک سفر ہوئے اور کوئٹہ تک ساتھ رہے ۔ اس کارواں کے ذریعے مجموعی طور پر بیس پچیس لاکھ افراد تک جماعت کی دعوت پہنچی ۔ اس کے نتیجے میں جماعت کے کارکنوں کے اندر توسیعِ دعوت کے لیے جذبۂ عمل پیدا ہوا۔

دسویں مہم

عشرۂ تعارفِ جماعت

یہ عشرہ ۱۱ سے ۲۰ ستمبر ۱۹۸۸ء تک پورے ملک میں منایا گیا۔ اس عشرے کے دوران جماعت کی دعوت زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائی گئی اور جماعت کی واضح علامات کو نمایاں کیا گیا ۔ یعنی اس کا جھنڈا ، بڑی تعداد میں مکانوں اور دکانوں پر لہرایا گیا، جماعت کے دفاتر کے بورڈ نمایاں کیے گئے اور کارکنوں کے بیج بڑی تعداد میں لگائے گئے ۔ مرکزی شعبۂ نشر و اشاعت نے ۴۱،۶۰۰ جھنڈے تیار کرائے اور ضلعی جماعتوں کو فراہم کیے ۔ ہزاروں کی تعداد میں جھنڈے کئی دوسرے مقامات پر بھی تیار کرائے گئے ۔ جماعت کے نئے منشور کے اہم نکات پر مشتمل تیرہ فقرے اور نعرے ملک بھر میں بڑی تعداد میں دیواروں پر نمایاں طور پر لکھے گئے ۔

گیارھویں مہم

قافلۂ امن و اخوت

محترم امیرِ جماعت نے مرکزی مجلسِ عاملہ کے فیصلے کے تحت نظم صوبہ سندھ کے ذمہ داروں

کے ساتھ ماہ جون سے ستمبر ۱۹۸۹ء تک لسانی فسادات اور شدید بدامنی کے شکار صوبہ سندھ کے چاروں ڈویژنوں کا مفصل دورۂ امن و اخوت کے ایک قافلے کے ساتھ کیا ۔ ماہ جون ۱۹۸۹ء میں حیدرآباد ڈویژن کے تمام شہروں اور اہم قصبات کا دورہ کیا گیا ۔ ۲۰۔ ۲۵ مقامات پر امن کانفرنسوں سے خطاب کیا گیا ۔ ہر مقام پر قافلے میں شامل رہنماؤں اور سینکڑوں کارکنوں کے اعزاز میں علاقے کی بااثر شخصیتوں نے دعوتوں کا اہتمام کیا اور قافلے کو اپنے ہاں ٹھہرایا ۔

فلسطینی اور کشمیری عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی

ان گیارہ مہمات کے علاوہ ۱۵ جنوری کو آزادی کی جدوجہد کرنے والے مقبوضہ فلسطین کے بہادر مسلمان بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کا دن منایا گیا ۔ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کو یوم مسجدِ اقصیٰ منایا گیا ۔ اسی طرح کشمیر کی آزادی کی جدوجہد کرنے والے کشمیری مسلمان بھائیوں کی اخلاقی حمایت کے لئے ۱۳ جولائی ۱۹۸۸ء کو یوم یکجہتی کشمیر منایا گیا۔ اور مسئلہ کشمیر کو پاکستان کا سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ قرار دیا گیا ۔

متحدہ شریعت محاذ کا قیام

جماعتِ اسلامی ، مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ، جمعیت علمائے اسلام (درخواستی گروپ) کے علاوہ بعض دوسرے دیوبندی علمائے کرام ، بریلوی اور اہل حدیث مکاتب فکر کے نمایاں علماء اور تنظیموں نے پرائیویٹ شریعت بل کی منظوری کے لیے رائے عامہ کو ہموار کر کے حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے جون ۱۹۸۶ء میں متحدہ شریعت محاذ قائم کر لیا ۔ مولانا عبدالحق مرحوم اکوڑہ خٹک اس کے صدر منتخب ہوئے اور قاضی حسین احمد صاحب قیمّ جماعت کو محاذ کا سیکرٹری جنرل چنا گیا۔ قاضی حسین احمد صاحب نے متحدہ شریعت محاذ کے مرکزی عہدیداروں کے ساتھ ملک بھر کا طوفانی دورہ کیا اور محاذ کے بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کیا اور جلوسوں کی قیادت کی ۔ جماعت نے ملک بھر میں متحدہ شریعت محاذ کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا اور پوری جماعت متحرک ہو گئی ۔ اس محاذ کی تشکیل کے نتیجے میں وہ کوششیں بارآور ہوئیں جو جماعت کافی عرصے سے ہم خیال دینی جماعتوں کے اتحاد کے سلسلے میں کر رہی تھی ۔

مراکزِ تعلیم قرآن کی نگرانی کے لئے خصوصی شعبہ

۱۹۸۳ء میں اس وقت تک کے قائم شدہ ۳،۴۸۶ حلقاتِ قرآنیہ کی نگرانی و رہنمائی کے لیے مرکز میں ایک مستقل شعبہ "حلقاتِ قرآنیہ" کے نام سے قائم کیا گیا ۔

بلوچستان میں دینی مدارس کی تعمیر

اسی طرح اسی سال (۱۹۸۳ء میں) صوبہ بلوچستان میں ادارہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے چودہ دینی مدرسے تعمیر اور قائم کیے گئے ۔ مدارس کی عمارات کے ساتھ مساجد بھی تعمیر کی گئیں ۔

"خطبات" اور "اسلام کا نظامِ حیات" کی بڑے پیمانے پر اشاعت

مولانا مودودیؒ کی ان دو بنیادی کتابوں کو نوے نوے ہزار کی تعداد میں شائع کر کے ملک بھر میں کارکنوں کے ذریعے تقریباً لاگت پر فروخت کیا گیا۔ ۱۹۸۶ء کے چند مہینوں کے اندر اتنے بڑے پیمانے پر بنیادی دعوت پر مشتمل ان مفید کتب کی اشاعت کا یہ بہت اچھا اور کارآمد تجربہ ثابت ہوا ۔

۱۹۸۹ء کے منصوبۂ عمل میں طے شدہ کانفرنسیں

۱۹۸۹ء کے سالانہ منصوبے میں طے کیا گیا تھا کہ مرکز اور ذیلی سطحوں پر خواتین ، نوجوانوں ، مزدوروں ، ادیبوں اور علماء کی کانفرنسیں اور کنونشن منعقد کیے جائیں گے ۔ اس پر عملدرآمد کی صورت حال درج ذیل ہے:

۱ ۔ ادیبوں کا کنونشن منصورہ میں ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ مارچ کو منعقد ہوا۔
جس میں ملک بھر سے تین سو حضرات نے شرکت کی ۔ چار نمایاں اہلِ قلم کو "سیّد مودودیؒ ادبی ایوارڈ" دیے گئے اور مرکز کے علاوہ چاروں صوبوں میں "ادارۂ علم و ادب پاکستان" کی تنظیم قائم ہو گئی ۔

۲ ۔ خواتین کا کل پاکستان کنونشن الحمرا لاہور کے وسیع ہال میں یکم، دو اپریل ۱۹۸۹ء کو منعقد ہوا ۔
جس میں ملک بھر سے قریباً دو ہزار خواتین نے دو دن تک تمام پروگراموں میں شرکت کی ۔ پروگرام ، حاضری اور اثرات کے لحاظ سے یہ نہایت کامیاب کنونشن تھا ۔

۳ ۔ کسان کنونشن ۵ ، ۶ اپریل کو منصورہ میں منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے منتخب مندوبین نے شرکت کی ۔ کسان بورڈ کے مرکزی اور صوبائی ذمہ داروں کے علاوہ محترم امیرِ جماعت اور نائب امراء نے بھی خطاب کیا ۔

۴ ۔ کل پاکستان علماء کنونشن ۱۳ ، ۱۴ ستمبر کو جمعیۃ اتحاد العلماء کے زیرِ اہتمام منصورہ میں منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے تقریباً چار ہزار علمائے کرام شریک ہوئے ۔ دوسرے مکاتبِ فکر کے نمایاں علمائے کرام نے بطور مہمانانِ خصوصی اور مختلف نشستوں کے صدر اور مندوبین کی حیثیت

سے شرکت کی ۔ اس کنونشن کا اہم پروگرام علمائے کرام کا عورت کی سربراہی کے خلاف ایک عظیم الشان اور باوقار جلوس بھی تھا ۔

۵ ۔ نوجوانوں کا کل پاکستان کنونشن ۲۸ ، ۲۹ ستمبر کو منصورہ میں منعقد ہوا ۔ جس میں ملک بھر سے منتخب مندوبین (ہر ضلع سے دس افراد) چھ سو کی تعداد میں شریک ہوئے ۔

۶ ۔ سالِ رواں کے منصوبے کی سب سے اہم شق اجتماعِ عام کے انعقاد کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج شروع ہوگیا ہے ۔

(۳) ملک کی عمومی و سیاسی صورتِ حال اور جماعت کا کردار

عرصہ زیر رپورٹ کا قریباً نصف حصہ یعنی چھ میں سے قریباً تین سال مارشل لاء نافذ رہا۔ مارشل لاء کے سایے میں ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات کرائے گئے ۔ مارشل لاء اس حال میں رخصت ہوا کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو غیر جماعتی انتخابات شروع ہونے سے پہلے ہی ایک ریفرنڈم کے ذریعے پانچ سال کے لیے صدر منتخب کر لیا گیا تھا اور اس سے پہلے ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۷ء میں دو مرتبہ غیر جماعتی بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات کروا کر ایک نئی غیر سیاسی قیادت کو ابھارنے کی کوشش کی گئی تھی ۔ اس طرح سے مارشل لاء کے دوران میں مرحوم جنرل ضیاءالحق صاحب نے اپنی پسند کا ایک نیا غیر جماعتی نظام قائم کر دیا تھا ۔ لیکن کچھ عرصے بعد انہوں نے پہلے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ایک حکومتی گروپ قائم کرا دیا اور پھر مسلم لیگ کو سرکاری پارٹی کے طور پر منظم کیا گیا ۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد صدر صاحب نے اپنے ہی بنائے ہوئے نظام کی بساط خود ہی لپیٹ دی ۔ اس کے تین ماہ کے اندر ہی حادثۂ بہاولپور پیش آیا اور ملکی حالات اور سیاست کا رُخ ایک دم پلٹ گیا ۔ اسی کیفیت میں ۱۹۸۸ء کے انتخابات ہوئے ۔ اسی دوران میں اسلامی جمہوری اتحاد معرضِ وجود میں آیا ۔ ۱۹۸۸ء کے انتخابات کے نتیجے میں مرکز ، سندھ اور صوبہ سرحد میں پیپلز پارٹی کی اور پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت قائم ہوئی اور بلوچستان میں ایک مخلوط حکومت قائم ہوئی ۔

جماعت کا مستقل طریقِ کار

اوپر جن حالات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے ان سب حالات میں ہر مرحلے پر جماعت اپنے شورائی نظام کے مطابق مجلسِ عاملہ اور مجلسِ شوریٰ کے اجلاسوں میں غور و فکر کر کے فیصلے اور اقدامات کرتی رہی ۔ کیونکہ جماعتِ اسلامی اپنے دستور میں یہ مستقلاً طے کر چکی ہے کہ اقامتِ دین کا نصب

العین تبلیغ و تلقین کے ذریعے رائے عامہ کو منظم اور متحرک کر کے آئینی اور جمہوری ذرائع سے حاصل کیا جائے گا، لہٰذا ، اس مستقل طریقِ کار کے لازمی نتیجہ کی وجہ سے ، قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک ملک کے نظام کے بارے میں جماعت کا مؤقف اور موجودہ نظام کی تبدیلی کے لئے طریقِ کار بھی ایک ہی رہا ہے ۔ چنانچہ اس پورے عرصہ میں جماعتِ اسلامی نے مسلسل جدوجہد کی ہے کہ شریعت کو ملک کا بالاتر قانون بنایا جائے ، ملک کے دستور کا تقدس قائم رہے ، شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہوں ، ملک کے معاملات چلانے میں ان کی رائے کو بالادستی حاصل ہو اور حکومت کے اختیارات ان کے منتخب کردہ نمائندوں کو حاصل رہیں ۔ جب بھی ملک میں کوئی نظام ان اصولوں کو پامال کر کے قائم ہوا ، جماعت نے اس کی مزاحمت کی ، لیکن اپنے پیشِ نظر اصلاح اور انقلاب کے لئے ہمیشہ آئینی اور جمہوری ذرائع ہی اختیار کیے ۔

۱۹۸۲ء میں جماعت نے قوم کے سامنے جو سات نکاتی "میثاقِ ملّی" پیش کیا تھا وہ اسی مؤقف پر مبنی تھا اور ۱۹۸۳ء میں اجتماعِ ارکان نے جو قرارداد پاس کی تھی اس میں بھی واضح الفاظ میں کہہ دیا گیا تھا کہ "شریعت کے نفاذ ، عوامی نمائندوں کی حکومت ، اور عوام کو صحت مند سیاسی عمل کی آزادی دیے بغیر کوئی حکومت نہ اسلامی ہو سکتی ہے ، اور نہ ہی ملک کو سیاسی استحکام نصیب ہو سکتا ہے"۔

ملک میں عام انتخابات کا اعلان اور اس پر جماعت کا موقف

۱۲ اگست ۱۹۸۳ء کو صدر مملکت نے ملک کے آئندہ سیاسی نظام کے بارے میں ایک مبہم سا اعلان کیا کہ پہلے بلدیاتی انتخابات ہوں گے، پھر ۱۸ ماہ کے اندر یعنی مارچ ، اپریل ۱۹۸۵ء تک عام انتخابات کرائے جائیں گے۔

جماعت کی مرکزی مجلسِ عاملہ نے اپنے ہنگامی اجلاس منعقدہ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء میں صدر کے اس اعلان پر اپنی قرارداد میں پھر مطالبہ کیا کہ شریعت کو وضاحت کے ساتھ ملک کے تمام قوانین و ضوابط سے بالاتر قانون تسلیم کیا جائے ، اور ۱۹۷۳ء کا دستور بحال کر کے ملک کی باگ ڈور قوم کے منتخب نمائندوں کے سپرد کر دی جائے ۔ نیز جماعت نے اس قرارداد کے ذریعے نظامِ اسلامی اور نظریۂ پاکستان کی حامی قوّتوں کو اتحاد کی دعوت بھی دی ۔

ریفرنڈم کا اعلان اور اس سلسلے میں جماعت کا موقف

صدرِ مملکت نے یکم دسمبر ۱۹۸۴ء کو اچانک یہ اعلان کر دیا کہ وہ ۱۹ دسمبر کو ملک میں ریفرنڈم

کرائیں گے ۔ ۹ ، ۱۰ دسمبر کو مرکزی مجلسِ شوریٰ نے اس اعلان پر اصولی تنبیہہ کرتے ہوئے کہاکہ "اس اعلان کا سب سے تشویشناک پہلو یہ ہے کہ اس نے ۱۹۷۳ء کے متفق علیہ دستور میں بنیادی تبدیلیوں کا راستہ کھول دیا ہے ۔ صدر صاحب کے لیے صحیح راستہ یہ تھاکہ وہ اپنے ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء کے اعلان کے مطابق بلاتاخیر قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ کے انتخابات کراتے اور اپنے اعلان اور وعدے کے مطابق پارلیمنٹ سے صدر کا انتخاب کراتے ۔ انہوں نے ملکی قوانین کو قرآن و سنّت سے ہم آہنگ کرنے کے عمل کو استصوابی مسئلہ بنا دیا ہے حالانکہ یہ مسئلہ اس ملک میں کبھی پہلے مختلف فیہ تھا نہ آج ہے"۔

اس کے باوجود چونکہ جماعت ، تشدّد اور توڑ پھوڑ کی بجائے آئینی اور جمہوری حدود میں اپنی جدوجہد جاری رکھنا چاہتی تھی ، ملک کے اندرونی اور بیرونی حالات بھی کسی محاذ آرائی کے متحمّل نہ ہو سکتے تھے اور صدرِ مملکت نے جماعتِ اسلامی کی پیش کردہ شرائط بھی منظور کر لی تھیں ، اسلئے مرکزی مجلسِ شوریٰ نے استصواب میں مثبت رائے دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد جس طرح وہ اس سے پہلے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیتی رہی تھی اس نے ۱۹۸۵ء کے انتخابات میں بھی حصہ لیا ۔

بلدیاتی انتخابات اور ۱۹۸۵ء کے ملکی انتخابات

۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۷ء کے بلدیاتی انتخابات، اور ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی ملکی انتخابات کے مجموعی نتائج اجمالی طور پر پیش خدمت ہیں:

۱۹۸۳ء کے بلدیاتی انتخابات میں ۱۹۷۹ء کے انتخابات کی نسبت ہمیں کچھ زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۹۸۳ء میں ڈسٹرکٹ کونسلوں میں ۱۴۵ ، میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں ۲۷۳ ، ٹاؤن کمیٹیوں میں ۱۶۹ اور یونین کونسلوں میں ۶۲۴ ممبران منتخب ہوئے۔ اسی طرح ۱۹۸۷ء میں ۹۳ ڈسٹرکٹ کونسلر، ۱۹۱ میونسپل کونسلر، ۷۹ ٹاؤن کمیٹی کے ممبران اور ۳۱۸ (ماسوا پنجاب) یونین کونسلر منتخب ہوئے۔ یونین کونسلوں کے منتخب ارکان کی اس تعداد میں پنجاب کے اعداد و شمار شامل نہیں کیونکہ وہ مل نہیں سکے۔

۱۹۸۳ء کے بلدیاتی انتخابات کے بعد کراچی میں جماعت کے جناب عبدالستار افغانی صاحب دوسری مرتبہ کراچی کارپوریشن کے میئر منتخب ہو گئے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں ضلع دیر میں جماعت کے صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین منتخب ہو گئے تھے۔

۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی ملکی انتخابات

قومی اسمبلی میں پنجاب سے ۳۷ امیدواروں میں سے چار کامیاب ہوئے۔
سرحد سے ۱۳ امیدواروں میں سے چار کامیاب ہوئے۔
سندھ سے ۱۵ امیدواروں میں سے دو کامیاب ہوئے اور،
بلوچستان سے ۴ میں سے ایک کامیاب ہوا۔
صوبائی اسمبلیوں میں
پنجاب میں تین حضرات کامیاب ہوئے
سندھ میں چھ
سرحد میں پانچ اور
صوبہ بلوچستان میں ایک، کل ۱۵ ممبران منتخب ہوئے۔

ان نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ جماعت کے قدم کچھ آگے بڑھے ہیں۔ جماعت کے جو نمائندے کامیاب نہیں ہو سکے ان میں سے قومی اسمبلی کے بیس امیدوار اپنے حلقوں میں دوسرے نمبر پر رہے۔ ان میں سے بارہ حضرات کو بیس ہزار سے زائد ووٹ ملے۔ تیسرے نمبر پر آنے والے تین امیدواروں کو بھی بیس ہزار سے زائد ووٹ ملے۔

سینیٹ کے انتخاب کے لیے صوبہ سرحد سے قاضی حسین احمد صاحب، سندھ سے پروفیسر خورشید احمد صاحب اور پنجاب سے رانا اللہ داد خاں صاحب کو کھڑا کیا گیا۔ اوّل الذکر دونوں حضرات کامیاب ہو گئے۔ بلوچستان سے جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب لیبر لیڈر کی حیثیت سے سینیٹ کے رکن منتخب ہو گئے۔

جماعت کی پارلیمانی پالیسی اور ارکانِ پارلیمنٹ کی کارکردگی

۱۹۸۵ء کے انتخابات کے بعد مرکزی مجلسِ شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ جماعت کی پارلیمانی پارٹی قومی اسمبلی میں بھی اور صوبائی اسمبلیوں میں بھی تعمیری حزبِ اختلاف کی حیثیت سے کام کرے گی اور جماعت کو مرکز یا صوبوں میں کسی جگہ حکومت کے اندر شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

ہمارے ارکانِ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی نے مہنگائی، رشوت، بدامنی، بدعنوانیوں اور دیگر معاشرتی برائیوں کو ختم کرنے کے سلسلے میں کھل کر اظہار خیال کیا اور بحیثیت مجموعی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

۱۹۸۶ء میں تشدّد اور تخریبی کاروائیوں میں اضافہ اور سانحۂ کراچی

۱۹۸۶ء کے دوران میں ملک و قوم کے لیے انتہائی دردناک اور پر آشوب واقعات و حالات کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ ایک طرف افغان جہاد کی حمایت کے جرم میں پورا ملک تخریب کاری اور دھماکوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا۔ دوسری طرف لسانی اور قومی عصبیتوں اور نفرتوں کو ہوا دی گئی۔ کراچی اور حیدر آباد میں ایک لسانی تنظیم مہاجر قومیت کی بنیاد پر اور مہاجروں کے حقوق کے حصول کو نصب العین قرار دے کر سرگرم عمل ہوگئی اور کچھ دوسری قومیتوں کی عصبیت کی بنیاد پر سندھ میں مقیم پختونوں اور پنجابیوں نے ایک الگ تنظیم قائم کر لی۔ ان دونوں تنظیموں کے کارکنوں کے درمیان مسلح تصادم ہونے لگے۔

اربابِ اقتدار جنہوں نے ہمیشہ تحریکِ اسلامی اور حزبِ اختلاف کو دبانے کے لیے قوم کے لئے ضرررساں ذرائع بھی اختیار کرنے سے گریز نہیں کیا تھا، ان فتنوں کی سرپرستی کرتے رہے۔

۱۴، دسمبر ۱۹۸۶ء کو کراچی میں بد ترین لسانی فسادات بھڑک اٹھے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق چالیس افراد جاں بحق ہو گئے، دو صد سے زائد زخمی ہو گئے اور کئی مکانات جلا دیے گئے۔ مرکزی شوریٰ کا اجلاس اسی دن شروع ہوا تھا۔ محترم امیرِ جماعت نے اجلاس کو مختصر کر دیا اور چاروں صوبوں سے ۱۷ ارکان پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی وفد، امیرِ جماعت کی قیادت میں کراچی چلا گیا۔ اس وفد کے ارکان نے کئی وفود کی صورت میں فساد زدہ علاقوں کا پانچ روز تک دورہ کیا۔ پختونوں، پنجابیوں اور مہاجروں کے رہائشی علاقوں میں مختلف وفود کی شکل میں جا کر ان سے الگ الگ اپیل کی کہ وہ دشمن کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ نہ بنیں اور اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کے جذبے کو مجروح نہ ہونے دیں۔ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی جان و مال کا احترام کریں۔ جماعت کے رہنماؤں کا یہ پانچ روزہ دورہ بہت کامیاب رہا اور مفید ثابت ہوا۔

۱۹۸۷ء اور ۱۹۸۸ء کے پر آشوب حالات

جماعتِ اسلامی کے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کی غرض سے ۱۹۸۷ء کے آغاز میں سندھ کی صوبائی حکومت نے کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے میئر اور کونسلروں کو گرفتار کر لیا اور ملک کے سب سے بڑے بلدیاتی ادارے کو بالکل غیر قانونی طور پر برطرف کر دیا۔ اس طرح جماعت کے ساتھ حکومت کی طرف سے جو محاذ آرائی جاری تھی، وہ شدّت اختیار کر گئی۔

۱۹۸۸ء میں حکومتِ پاکستان نے جنیوا معاہدے پر دستخط کر دیے۔ راولپنڈی، اسلام آباد

میں اوجھڑی کیمپ کے اندوہناک سانحہ کے نتیجے میں وسیع علاقے میں تباہی ہوئی ۔ ساٹھ افراد جان بحق ہو گئے اور ایک ہزار کے قریب زخمی ہوئے ۔ اسکے تھوڑے ہی عرصے بعد ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو صدر مملکت نے اچانک اپنے بنائے ہوئے نظام کی بساط لپیٹ دی ۔ قومی اسمبلی کو توڑ دیا اور مرکزی کابینہ کو برطرف کر دیا۔ اس اقدام کے نتیجے میں حکمران مسلم لیگ دو دھڑوں میں بٹ گئی ۔

۱۷ ۔ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک خطرناک سازش کے تحت صدر مملکت اور پاکستانی فوج کی اعلیٰ قیادت کو ایک فضائی حادثے کے ذریعے ختم کر دیا گیا ۔ دستور کے تحت سینٹ کے چیئرمین کو قائم مقام صدر بنا دیا گیا۔

ان حالات میں جماعت کا کردار

صدر کے ۲۹ مئی کے اقدام کو مجلسِ عاملہ نے ایک سنگین صورتِ حال قرار دیا اور ملک کی دینی اور قومی سیاسی جماعتوں کے مابین باہمی رابطے بحال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ آپس کی دوریاں کم ہوں اور ملک کو اس صورتحال سے کامیابی کے ساتھ نکالنے اور ملک کی سلامتی کے تحفّظ کے لیے زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے اور اشتراک کی راہ ہموار ہو سکے ۔

مرکزی مجلسِ عاملہ کے فیصلے کے تحت قومی مفاہمت کو بروئے کار لانے کے لیے پروفیسر غفور احمد صاحب ، مولانا جان محمد عباسی صاحب ، لیاقت بلوچ صاحب اور سیّد منور حسن صاحب نے کئی قومی رہنماؤں سے کھلے دل سے ہر سیاسی مسئلے پر بات چیت کی ۔ اور ماہ جون میں ہونے والے مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں ۔

مجلسِ شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۱۰ تا ۱۳ جون ۱۹۸۸ء میں مجلس عاملہ کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے طے کیا گیا کہ تمام قومی جماعتوں سے مفاہمت ہونی چاہیے اور دینی جماعتوں سے اتحاد کرنے کی کوشش کی جائے ۔

جولائی ۱۹۸۸ء کے آخر میں جب سابق صدر مرحوم نے غیر جماعتی انتخابات کرانے کا اعلان کیا ، تو مجلسِ عاملہ نے ملک کی تمام دینی اور سیاسی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ جماعتی بنیادوں پر انتخاب کرانے کے مطالبے کی منظوری کے سلسلے میں رائے عامہ کو منظم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، تاکہ پاکستان اور اس کے نظریے کی حفاظت کا حق ادا کیا جاسکے اور ملک کے مظلوم عوام بدامنی ، لسانی تعصبّات ، معاشی بدحالی اور آمریت سے نجات حاصل کر کے اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے جمہوریت ، ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

اس کے بعد ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء کو مرکزی مجلس عاملہ نے تمام دینی و سیاسی جماعتوں کو اتحاد کی دعوت دی اور اس مقصد کے لیے ایک پانچ نکاتی پروگرام مرتب کیا اور فیصلہ کیا کہ جماعت ان نکات کی بنیاد پر دوسری جماعتوں سے اتحاد کرنے کے لیے ان کے رہنماؤں سے رابطے کرے گی اور ایک وسیع تر اتحاد قائم کرنے کی کوشش کرے گی ، چنانچہ جماعت کے مرکزی رہنماؤں نے تمام سیاسی پارٹیوں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار حضرات کے ساتھ ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ۔ ان ملاقاتوں کی مفصل رپورٹ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۱۸ تا ۲۰ ستمبر ۱۹۸۸ء میں پیش کی گئی ۔ اس اجلاس میں سیر حاصل بحث کے بعد امیرِ جماعت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ مجلسِ شوریٰ میں ہونے والی بحث کی روشنی میں جماعت کے طے کردہ پانچ نکاتی پروگرام کی بنیاد پر دینی و سیاسی جماعتوں کے اتحاد میں شامل ہونے کا حتمی فیصلہ کرلیں ۔

بالآخر جماعت نے مجلسِ عاملہ کے طے کردہ نکات پر اور مجلسِ شوریٰ کی طے کردہ پالیسی کے مطابق دس اکتوبر ۱۹۸۸ء کو اسلامی جمہوری اتحاد میں شرکت کرلی اور ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں اتحاد کے پلیٹ فارم سے حصہ لینے کا فیصلہ کرلیا ۔

نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات کے نتائج

ان انتخابات میں قومی اسمبلی میں جماعت کے ۲۶ امیدواروں کو اتحاد کا ٹکٹ ملا جن میں سے ۷ کامیاب ہوئے اور جماعت کے امیدواروں نے ۳۱۲، ۱۰، ۸ ووٹ حاصل کیے ۔ بعد میں جماعت کی ایک رکن خاتون بھی قومی اسمبلی کی خواتین کے لئے مخصوص نشستوں پر ممبر منتخب ہوگئیں ۔

صوبائی اسمبلیوں کے لیے جماعت کے ۴۴ امیدواروں کو ٹکٹ ملا اور ان میں سے سرحد میں ۶ اور پنجاب میں ۵ امیدوار کامیاب ہوئے ۔ سرحد اسمبلی میں بھی خواتین کے لئے مخصوص نشستوں میں سے ایک پر ہماری ایک خاتون منتخب ہوئیں ۔

۱۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو مجلسِ عاملہ نے سیاسی صورتِ حال اور انتخابات کے نتائج کا جائزہ لینے کے بعد ، اسلامی جمہوری اتحاد کے قیام کو بحیثیتِ مجموعی خوش آئند قرار دیا، اور مستقبل میں اسے قائم رکھنے بلکہ مزید مضبوط بنانے کی حمایت کی ۔

مجلسِ عاملہ کی رائے میں اسلامی جمہوری اتحاد کا وجود اپنی کچھ کمزوریوں کے باوجود مفید ثابت ہوا اور مجلس نے اسے قائم رکھنے اور اسے آئندہ سیاسی پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنے کا اور اس کے ذریعے عوامی رابطے کا کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اتحاد کی تنظیم کو صوبوں اور اضلاع تک قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ۔ مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں لیاقت بلوچ صاحب کی سربراہی میں جماعت

کا شعبۂ پارلیمانی امور قائم کر دیا گیا۔

(۴) افغان مہاجرین کے لیے امدادی سرگرمیاں اور جہادِ افغانستان کی تائید و حمایت

جماعتِ اسلامی نے اس دور میں بھی افغان جہاد کی تائید اور اس میں شرکت کا بھرپور کام کیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں افغان مہاجرین کی امداد کا وہ تمام کام جاری رہا جس کا آغاز مارچ ۱۹۷۹ء میں جماعت نے کیا تھا۔ چترال (صوبہ سرحد) سے لے کر دالبندین (بلوچستان) تک چودہ سو میل لمبی پاک افغان سرحد کے ساتھ خیمہ بستیوں میں مقیم ۳۵ لاکھ افغان مہاجرین کی امداد کی جاتی رہی۔ علاج معالجے کے لیے حسبِ سابق پشاور، لاہور اور کوئٹہ میں قائم چاروں ہسپتال اور سات موبائل یونٹ کام کرتے رہے۔ اسی طرح پشتو اور دری (افغان فارسی زبان) میں نئی کتب اور بعض اسلامی کتب کے تراجم پر مشتمل اسلامی لٹریچر کی تیاری اور تقسیم کا کام بھی ہوتا رہا۔ کیمپوں میں افغان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کھولے گئے مکتب اور مدرسے حسبِ سابق جاری رہے اور مجاہدین کی فکری و نظری تربیت کے لیے قائم شدہ تربیت گاہ کے پروگرام ہوتے رہے۔

ان سب کاموں کے علاوہ عرصۂ زیر رپورٹ میں افغان جہاد کی تائید و حمایت کے سلسلے میں پاکستان کی رائے عامہ کو متحرک و منظم کرنے کی سعی و جہد بھی جاری رہی، چنانچہ امیر جماعت قاضی حسین احمد صاحب کی اپیل پر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۷ء کو پورے ملک میں یومِ عزم پورے جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ مرکز سے دو پوسٹر اور چار قسم کے سٹکر شائع کر کے ملک بھر میں لگائے گئے۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے جلوس نکالے گئے اور جلسے کیے گئے جن میں جماعت کے ذمہ داروں کے علاوہ بعض مقامات پر دوسری جماعتوں کے ذمہ داروں نے بھی خطاب کیا۔ اس مہم کی خاص بات یہ تھی کہ ملک کے نامور اور نمایاں دو ہزار دانشوروں، ادیبوں اور ایڈیٹروں کے دستخطوں کے ساتھ ایک میمورنڈم اسلام آباد میں روسی سفارت خانے میں دیا گیا جس میں روسی فوجوں کے افغانستان سے فوری انخلاء اور پاکستان کے شہروں میں دھماکے بند کرانے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس مہم کے نتائج بہت حوصلہ افزا رہے۔

ہفتۂ فتحِ مبین ۲۴ فروری تا ۳ مارچ ۱۹۸۹ء

افغان مجاہدین کے جذبۂ جہاد، پندرہ لاکھ جانوں کی قربانی پیش کرنے، ان کے شوقِ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نصرت کی بنا پر ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء کو قادرِ مطلق نے بیسویں صدی کا معجزہ دکھا دیا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب جدید ترین اسلحہ سے لیس روسی فوج کا آخری دستہ ناکام و نامراد

اس حال میں دریائے آمو کو پار کر گیا کہ ایک روسی جرنیل کے اپنے الفاظ کے مطابق اس نے شرم کے مارے واپس مڑ کر افغان سرزمین پر اچٹتی نگاہ بھی نہ ڈالی۔

اس اہم موقعہ پر محترم امیرِ جماعت کی ہدایت پر ۲۴ فروری سے مارچ ۱۹۸۹ء تک پورے ملک میں پورے جوش و خروش سے ہفتۂ فتحِ مبین منایا گیا۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں عام جلسے منعقد کئے گئے۔ جلوس بھی نکالے گئے۔ جہاد کانفرنسیں منعقد کی گئیں اور مذاکروں کا اہتمام کیا گیا۔ علاوہ ازیں ملک بھر میں افغان مجاہدین کی فتح و نصرت کے شکرانے کے طور پر ہزاروں مساکین کو کھانا کھلایا گیا۔

محترم امیرِ جماعت کا دورۂ جلال آباد و قندھار

افغان جہاد سے عملًا رابطہ بھی جاری رہا۔ اس سلسلہ میں محترم امیرِ جماعت نے افغان مجاہدین کی دعوت پر ۲۶ تا ۲۹ مئی ۱۹۸۹ء جلال آباد محاذ کا چار روزہ دورہ کیا۔ انہوں نے اگلے مورچوں پر جاکر مجاہدین کی ہمت افزائی کی۔ افغان عبوری حکومت کے وزیر مولانا دین محمد صاحب کے جلال آباد کے نواح میں ہیڈ کوارٹر میں جاکر ان سے تبادلۂ خیالات کیا اور کئی کمانڈروں سے ملاقاتیں کیں۔ ستمبر کے آخری ہفتے میں امیرِ جماعت نے قندھار شہر کے قریبی علاقے کا دورہ کیا۔ اس علاقے مین جہاد میں مصروف مختلف تنظیموں کے کمانڈروں سے ملاقاتیں کیں اور ولایتِ قندھار کے قاضی صاحب سے بھی ملاقات کی۔

یہ ہے ایک مختصر جائزہ ان کوششوں کا جو گزشتہ چھ سالوں میں آپ سب لوگ، یعنی جماعتِ اسلامی کے ارکان اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت و نصرت اور اقامت کے لیے انجام دے سکے ہیں۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے، اُس جنّتِ ابدی کے حقدار بننے کے لیے جس کی وُسعت میں زمین و آسمان سماجائیں اور اُس جنّتِ ارضی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے لیے، جو قیامِ دین اور نظامِ عدل و قسط کے اجراء سے وجود میں آئے گی، ہمارے لیے دو چیزیں ناگزیر ہیں۔ ایک ہے شکرِ پروردگار اور دوسرے صبح و شام استغفار۔

ہمارے ایمان کمزور ہیں اور ہمارے اعمال ناقص، اور ہماری کوششیں جاہد وافی اللہ حق جہادہ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں، لیکن جتنا کچھ بھی کرنے کی توفیق مالکِ حقیقی نے عنایت کر دی وہ بھی سراسر اس کا احسان ہے۔ آئیے ہم بارگاہِ الٰہیٰ میں نذرانۂ شُکر پیش کریں، اس کی قبولیت کی دعا کریں اور صدائے حمد بلند کریں۔ اللہ اکبر وللہ الحمد۔۔ اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً سبحان اللہ بکرۃ واصیلًا۔

دوسری طرف ہم خوب جانتے ہیں کہ جو عظیم الشان نعمتیں اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں ان کا حق ادا کرنے سے ہم قاصر رہے ہیں، جو اُس کا حق ہمارے اوپر تھا اور جو کچھ ہمارے بس میں تھا، اگر ہم دل و جان سے اس کا کام کرتے، اس کی مناسبت سے دیکھا جائے تو ہمارا نامۂ اعمال لغزشوں اور خطاؤں، گناہوں اور کوتاہیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ ان سب کو اپنی وسیع مغفرت و رحمت سے ڈھانپ دے گا اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچالے گا۔ (ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطأنا۔۔)

اقول قولی ہذا، واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین انہ لغفور رحیم